زکوٰۃ و فطرہ کی رقم یا قربانی کی کھال کی قیمت دی گئی ہے کہ وہ مصرف ہی پر اپنی مرضی سے صرف کریں تو وہ اس مذکورہ رقم سے مقروض کا قرض ادا کرا سکتے ہیں۔

اردو میں احادیث نبوی کا ایک مفید مجموعہ

زادِ سفر

مکمل مجلد

مترجمہ: امۃ اللہ تسنیم

مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی

حدیث کی مشہور کتاب ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ جس میں وہ سب صحیح روایات ہیں جو فضائل، اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے تعلق رکھتی ہیں

یہ کتاب

بہترین مصلح، مربی اور مرشد کا کام کرتی ہے ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ پھر احادیث ہیں۔ ذیلی سرخیاں جگہ جگہ موضوع کی ہدایت کرتی ہیں

مکمل ہر دو جلد اردو ۱۴/-

،، ہندی جلد اول ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ نمبر ۱

محمد ثانی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر نے تنویر برقی پریس باغ گونگے نواب امین آباد لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

ماہنامہ **رضوان** لکھنؤ

۳۰ گوئن روڈ، لکھنؤ

جناب مولانا محمد مرتضی صاحب

جرا۳

وأذن في الناس بالحج

يأتوك رجالا وعلى كل ضامر

يأتين من كل فج عميق

۳۶۰۲
جراند ۳۳۸۳ء ۵۶

رضوان

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

لکھنؤ

جلد ۱۸ | جنوری ۱۹۷۴ء ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ | نمبر ۱

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

فی پرچہ ۸۰ پیسے
سالانہ چندہ ہندستان میں
آٹھ روپے
ممالک غیر بحری ڈاک
ایک پونڈ

ندوۃ العلماء

اگر دائرہ میں سرخ نشان ہے تو آئندہ خدمت کے لیے ۲۰ جنوری تک آٹھ روپے ارسال فرما دیجیے

اعلان: اللہ کی مرضی دو ماہ سے کاغذ کے دام مسلسل بڑھتے بڑھتے اب دو گنے سے بھی زیادہ ہو چکے ہیں۔ اس لیے مجبوراً بہت ہی افسوس کے ساتھ رضوان کا چندہ جنوری ۱۹۷۴ء سے آٹھ روپیہ سالانہ کیا جا رہا ہے۔ اسی گرانی کے سبب نومبر ۱۹۷۳ء کا شمارہ نہیں نکال سکے۔ اس کے لیے ہم اپنے خریداروں سے معذرت خواہ ہیں

منیجر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

کیا اور کہاں

۱	ہماری بات (اداریہ)	مدیر	۳
۲	قرآن مجید ہم سے مخاطب ہے	محمد الحسنی	۶
۳	ارشادات رسول	محمد ثانی حسنی	۸
۴	عورت کیا ہے؟	ادارہ	۱۰
۵	راہی بیت اللہ کے نام (نظم)	عرشی لکھنوی	۱۱
۶	میری راہ حیات کا چراغ	دلیہ نکہت	۱۲
۷	جیسی کرنی ویسی بھرنی	میمونہ تزئین	۱۸
۸	نعتیہ غزل	عرشی لکھنوی	۲۳
۹	سب کی آپا جان	عبد المنان برنی	۲۴
۱۰	بدل ڈالو (نظم)	ابو سراج لکھنوی	۲۷
۱۱	عزت و برتری کا نسخہ	قاضی اطہر مبارکپوری	۲۸
۱۲	جہان مسلمان	حفیظ الرحمن اعظمی ندوی	۳۰
۱۳	آؤ دنیا کی سیر کریں	محمد حمزہ حسنی	۳۳
۱۴	تہذیب و معاشرت	ہارون رشید صدیقی	۳۶
۱۵	سوال و جواب	مولانا خلیب احمد ندوی	۳۸

ہماری بات

محمد ثانی حسنی

ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں کے لیے جتنے بھی مسائل پریشان کن ہیں ان میں سے بڑا اور اہم مسئلہ مسلمان بچیوں اور بچوں کی دینی تعلیم کا ہے اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مسلمان بچیاں اور بچے تین طرح کے ہیں (۱) ایک قسم ان بچیوں اور بچوں کی ہے جو تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہے (۲) دوسری قسم ان کی ہے جو خالص سرکاری اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ (۳) تیسری قسم وہ ہے جو اسلامی مکاتب میں زیر تعلیم ہے۔ جو بچے اور بچیاں تعلیم حاصل نہیں کر رہی ہیں۔ وہ اب اس حالت میں نہ رہ سکیں گی اگر ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ سرکاری اسکولوں میں تعلیم حاصل کریں اس وقت حکومت کا یہ پختہ ارادہ ہے کہ وہ کسی بچے اور بچی کو جاہل نہ رہنے دے، اور اس کو بلا تفریق مذہب و ملت علم سے روشناس کرے اسی طرح جو بچے اور بچیاں خالص اسلامی مکاتب میں زیر تعلیم ہیں۔ ان کے لیے بھی یہ مسئلہ پیچیدہ ہونے والا ہے کہ حکومت جس نصاب کو پسند کرے گی وہ ان مکاتب میں جاری ہوگا

دینی مکاتب آزاد اور خودمختار نہ رہ سکیں گے جو مکاتب حکومت کے یہاں رجسٹرڈ ہوں گے وہی جاری رہ سکیں گے، اس صورت میں مسلمانوں نے مکاتب کا جو جال بچھا رکھا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بچیاں اور بچے خالص اسلامی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اپنے ایمان و عقائد کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے ہیں ان میں فرق ہو جائے گا اور غیر اسلامی عقائد و رسوم جگہ پائیں گے، اس لیے کہ حکومت کسی خاص فرقے کے افکار و خیالات کی ترویج پسند نہیں کرتی وہ اپنے کو سیکولر اور آزاد کہتی ہے وہ ایسی تعلیم کو رائج کرے گی جو ملک کی اکثریت کے خیالات کی حامل ہو اور کسی خاص فرقہ پر تنقید یا دلآزاری کی بو اس میں نہ آتی ہو، اس کے نتیجے میں اسلامی افکار و خیالات پر ایک ضرب کاری پڑے گی، جس کے نمایاں اثرات اب بھی سرکاری اسکولوں کی تعلیم سے پڑھ رہے ہیں کہ مسلمان بچے اور بچیاں سب کچھ جانتی ہیں مگر اپنے خدا، اپنے رسول اور اپنے محبوب مذہب اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہیں ایسی صورت میں ضروری ہے کہ ہمارے سارے مکاتب ایک لڑی میں جڑے رہیں اور سب ہم آواز ہوں خصوصاً بڑے مدارس جن کے ماتحت یہ مکاتب چل رہے ہیں — وہ آپس میں مل کر ایک منصوبہ بنائیں اور اس کے تحت اپنا سفر جاری رکھیں ورنہ الگ الگ سوچنے اور الگ الگ سفر کرنے سے سوائے شکست خوردگی اور ایک ایک کرکے ٹوٹنے اور ختم ہونے کے سوا اور کوئی صورت نہیں، کاش اہل مدارس اس پر غور کریں۔

دوسری بات ہم کو ان بچوں بچیوں کے والدین اور سرپرستوں سے کہنی ہے کہ وہ دل جمعی کے ساتھ دینی تعلیم دلائیں اور ہر رکاوٹ کا مقابلہ کریں، ایثار و قربانی سے کام لیں اور اسلامی عقائد و خیالات کو سب سے زیادہ محبوب اور سب سے بڑھ کر قیمتی جان کر اپنے بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم دلائیں اور ایسے مکاتب میں داخل کریں جو بڑے مدارس اور تحریکوں اور انجمنوں کے ماتحت ہوں نیز خود بھی خبر لیتے رہیں۔ خصوصاً مائیں اور بہنیں اپنے گھروں میں بھی ان بچوں اور بچیوں کو عقائد و اعمال کی تعلیم دیں اور ان سے برابر پوچھ گچھ کرتی رہیں۔ مبادا کوئی رخنہ باقی رہ جائے اور کسی غفلت کی بنا پر بچہ یا بچی شرک و کفر کی راہ پر پڑ جائے تو خسارا ہی خسارا ہے اور اس کے ذمہ دار والدین یا سرپرست ہوں گے، اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحیح راستے پر چلائے اور اسلام پر قائم رہنے اور اپنی اولاد کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انوار بیت اللہ

از
زائر حرم
حمید
صدیقی

جلوۂ کعبہ سے دل بے ہوش ہے
کس غضب کا آج کیف و جوش ہے
دیکھ کر انوار بیت اللہ کے
دل ہے سکتے میں زباں خاموش ہے
محو کر دیتی ہے آواز اذاں
جس کو دیکھو وہ سراپا گوش ہے

قرآن مجید

ہم سے مخاطب ہے

* محمد الحسنی ایڈیٹر البعث الاسلامی

واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون

(اور جب پڑھا جائے قرآن شریف تو سنو اس کو خاموشی کے ساتھ کان لگا کر تاکہ تم پر رحم کیا جائے)

قرآن مجید ہم سے مخاطب ہے اور اس کی سب سے پہلی شرط اور مطالبہ ہم سے یہ ہے کہ ہم نہایت ادب سے کان لگا کر اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنیں اور دل نشیں کریں، اس کا انعام ہم کو یہ ملے گا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں دونوں جہاں میں اپنی رحمت کاملہ سے سرفراز و سرخرو فرمائے گا۔

یہاں ہم سے یہ مطالبہ نہیں ہے کہ ہم اس کے معنی اور مطلب پر ضرور عبور حاصل کرلیں، البتہ یہ ضرور کہا گیا ہے کہ ادب و احترام سکون و خاموشی اور دل جمعی و یکسوئی کے ساتھ اس کو سنیں یا پڑھیں، دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ تلاوت قرآن کی ظاہری شرط پاکی اور

باطنی شرط ادب ہے، اگر ان دونوں چیزوں پر عمل کرتے ہوئے ہم کتاب الٰہی اپنے ہاتھ میں لیں گے یا کسی قاری سے سنیں گے تو اللہ تعالےٰ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا اور اس کی رحمت کے نزول کی سب سے بڑی پہچان یہ ہوگی کہ قرآن مجید کے وہ معانی اور مطالب، مضامین اور نکتے اور حقائق و علوم جو ہماری سمجھ سے باہر اور ہماری لیاقت سے بہت بعید تھے۔ محض خدا کی توفیق سے خود بخود ـــ ہماری سمجھ میں آنے لگیں گے۔ لیکن یہ بات رفتہ رفتہ پیدا ہوگی اور طہارت و ادب یہ دونوں چیزیں جتنی مکمل ہوں گی اسی قدر مضامین و حقائق سے پردہ اٹھتا جائے گا، جو مادی گندگی دنیاوی مشغولیت ذہنی و قلبی انتشار شیطانی وسوسوں اور خواہشات نفسانی کی وجہ سے ہماری بصیرت پر اب تک پڑا ہوا تھا وہ کیفیت جس کو حدیث میں سینے کے وسوسے اور معاملات میں انتشار سے تعبیر کیا گیا ہے اور جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے انشاء اللہ زائل ہو جائے گی یہ قرآن پاک کا وہ پہلا تحفہ اور اس کا شیریں و لذیذ ثمرہ ہے جو ایک مومن کو طہارت و ادب کے بعد خدا کی طرف سے ملتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ شخص پھر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے حضورؐ نے فرمایا اے عمرؓ تم کو خبر ہے کہ یہ کون تھا؟ میں نے کہا کہ اللہ و رسول کو خبر ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے جو تمھارے پاس تم کو دین سکھانے آئے تھے (مسلم)

ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ثانی حسنی

اسلام اور ایمان کیا ہے؟

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا جس کا لباس بہت سفید اور بال بہت سیاہ تھے۔ وہ شخص بڑا تازہ دم تھا، اس کے چہرے سے تھکن کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا، ہم اس کو پہچانتے بھی نہ تھے وہ آکر حضورؐ کے گھٹنے سے گھٹنا لگا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے ہاتھ حضورؐ کی رانوں پر رکھدیئے اور سوال کیا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مجھ کو بتلایئے کہ اسلام کیا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا "اسلام" یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ (۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں۔ (۲) اور نماز قائم کرو (۳) اور زکواۃ ادا کرو (۴) رمضان کے روزے رکھو (۵) اور حج کرو۔ اگر تم اس کی طاقت رکھتے ہو۔"

وہ شخص بولا، آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ شخص

سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا، اچھا مجھے بتلایئے کہ "ایمان" کس کو کہتے ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔ اور قیامت کو حق جانو اور ان پر ایمان لاؤ اور خیر و شر کی تقدیر کو صحیح سمجھو۔"

اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد اس نے عرض کیا مجھے بتایئے کہ احسان کیا ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور تم اگر اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہی ہے۔"

پھر اس شخص نے سوال کیا مجھے قیامت کے متعلق بتایئے،

آپ نے فرمایا کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس نے پھر پوچھا تو مجھے اس کی چند نشانیاں بتایئے۔

آپؐ نے فرمایا (۱) لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی (۲) ننگے بھوکے لوگ اور بکریاں چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عمارتیں بنائیں گے۔"

(باقی صفحہ ۷ پر)

عورت کیا ہے؟

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے۔ روما اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے۔ یونان اس کو شیطان کہتا ہے۔ توراۃ اس کو لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے۔ کلیسا اس کو باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے۔

لیکن — اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جداگانہ ہے وہاں عورت نسیمِ اخلاق کی نکہت اور چہرۂ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے

راہی بیت اللہ کے نام

ماسٹر محمد حسن خاں عرشی لکھنوی

فیضانِ حرم کس کے لیے عام نہیں ہے
اس راہ کا رہرو کوئی ناکام نہیں ہے
فردوس محبت کے نظارے نظر آئیں
گر پیشِ نظر، جلوہ اصنام نہیں ہے
اے شوق نہ بڑھ جائے قدم حدِ ادب سے
یہ ارضِ حرم، رہ گزرِ عام نہیں ہے
جو شعلۂ سوزِ غمِ پنہاں کو بجھا دے
آغازِ محبت کا وہ انجام نہیں ہے
یوں دردِ محبت کے تو عنوان ہیں ہزاروں
ہر ایک کا یکساں مگر انجام نہیں ہے
گو عام ہے فیاضی فیضانِ محبت
عرفانِ حیاتِ ابدی، عام نہیں ہے
جو حسنِ جہاں تاب کے جلووں سے ہو پیدا
اس صبحِ محبت کی کوئی شام نہیں ہے
وارفتگی دل ہے فقط خضرِ رہِ شوق
بے نورِ فراست کا یہاں کام نہیں ہے
یارب ملے عرشی کو بھی وہ جامِ دل افروز
جو میکدۂ عشق میں گمنام نہیں ہے

میری راہِ حیات کا چراغ

★ ولیہ نکہت ناروی

ماں سے کس کو محبت نہیں ہوتی۔ اسے بدنصیب ہی کہیں گے جس کے دل میں ماں کی محبت نہ ہو۔ رسول مقبولؐ کی حدیث کے مطابق ماں کا حق باپ سے زیادہ ہوتا ہے۔ مجھے بھی اپنی ماں سے محبت ہے لیکن نہ صرف محبت بلکہ بے پناہ عظمت اور وقعت دل میں جاگزیں ہے۔ ان میں ایسے اوصاف ہیں جو بہت کم ماؤں میں ہوتے ہیں۔

جب میں کسی بڑے کلاس کی لڑکی سے کسی پیغمبر کے بارے میں دریافت کرتی ہوں اور وہ سر جھکائے شرمندہ سی کھڑی رہتی ہے تو میں فوراً اپنے پروردگار کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھے ایسی دین دار اور پرہیزگار ماں عطا فرمائی۔ وہ ماں جنھوں نے دین کی طرف رہنمائی کی۔

میری والدہ اسکول کی تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ لیکن قدرت نے انھیں نفسیات اور فطرت انسانی کا ایسا علم ودیعت فرمایا ہے کہ میں کبھی کبھی

حیرت زدہ ہو جاتی ہوں۔ اسی قدرتی قابلیت نے خوش اسلوبی سے میری تربیت کرنے میں مدد دی۔ موقعہ و محل کی مناسبت سے مثالیں دے دے کر سمجھانے کا کام لیتی رہیں۔ کبھی بھی انھوں نے میرے اوپر معلومات کا بوجھ لادنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس طرح تعلیم دی کہ نیکی اور بدی کو الگ کرنے کی اہلیت خود مجھ میں پیدا ہو گئی۔ اور یہی ہمیشہ ان کا مقصد رہا۔

عورتوں کی غیر ضروری اور غیر متعلق باتوں سے بہت گھبراتی ہیں۔ تضیع اوقات ان کے نزدیک خدا سے دوری کا نتیجہ ہے۔ جب کوئی آ بیٹھتا ہے تو اس سے اس کے حالات دریافت کرتی ہیں۔ کبھی کسی ضرورت مند کو خالی نہیں واپس کرتیں۔ مدد کرنے میں اپنے اور بیگانوں کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ اپنے خاص رشتہ داروں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ ان کی خاطر مدارات کرتے ہیں۔ اور محلے والوں، پڑوسیوں اور اجنبیوں کو اہمیت نہیں دیتے میری والدہ اللہ کی سبھی مخلوق سے محبت کرتی ہیں۔ سب کے دکھ اور درد کا انھیں احساس رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بھابیاں ان سے بہنوں جیسی محبت رکھتی ہیں۔ آج کے دور میں ایسی محبت نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

مذہبی کتابوں سے انھیں عشق ہے۔ وہ خود پڑھتی ہیں اور دوسروں کو سناتی ہیں۔ سارا دن اور ساری رات اگر کوئی اللہ و رسول کی باتیں

کرے تو ان کی لذت یابی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ بہت سی عورتیں جن کو مذہبی کتابوں یا باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی مذاق اڑاتی ہیں کہ ان کو تو بس کتابوں سے کام ہے۔ وہ میرے یہاں آنے سے گھبراتی ہیں لیکن اس مذاق اور مضحکوں سے میری والدہ کی ہمت اور لگن میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ وہ کہتی ہیں کہ مشرکین مکہ بھی رسول مقبول ؐ کا مذاق اڑاتے تھے ——— میری والدہ غیبت کرنے والی اور دوسروں کی عیب جوئی کرنے والی عورتوں سے گھبراتی ہیں۔ اور اس قسم کی عورتیں میری والدہ سے دور بھاگتی ہیں۔

میری والدہ تقریباً ۲۰ سال سے مستقل بیمار رہتی ہیں۔ یہ ان کی صفت کا ایک اور اہم پہلو ہے کہ ——— اتنی طویل بیماری کے باوجود چڑچڑاپن یا غصہ نام کو نہیں۔ کبھی کبھی تو بڑی سخت تکلیف میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ رات کو سو نہیں سکتیں۔ اور کمزوری کے سبب اٹھ کر پانی نہیں پی سکتیں، لیکن میں نے آج تک ناشکری اور ناسپاسی کے الفاظ نہیں سنے۔ کبھی موت کی دعا مانگتے نہیں سنا۔ کبھی بیماری کی شکایت اور اللہ کا شکوہ کرتے ہوئے نہیں سنا۔ میں ان کے اس صبر و برداشت پر عش عش کر اٹھتی ہوں۔

ان کا ایک ایک جملہ میرے لیے ہدایت کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک بار میں اسکول کی ڈیلی فارم پہن کر تیار ہوئی تو جمپر میں میں نے رنگ کے دھبے لگے دیکھے۔ میں اس وقت چھوٹی تھی۔ بڑبڑانے لگی

کہ میں دوسرا جمپر پہنوں گی۔ میری والدہ نے کہا "بیٹی رنگ کے دھبوں سے اس قدر پریشان ہو رہی ہو۔ یہ بھی دیکھا ہے کہ اعمال میں کس قدر دھبے ہیں۔ کوشش کرو کہ اعمال میں دھبے نہ ہوں۔" میں بالکل خاموش ہو گئی۔ اور غور و فکر کے سمندر میں ڈوبی ہوئی اسکول چلی گئی۔ برسہا برس گزر جانے کے بعد بھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ واقعہ کل ہی گزرا ہو۔

جب کوئی ماں اپنی بیٹی کو کڑھائی سلائی سکھانے کے لیے اسکول بھیجتی ہے یا کھانا پکانے کی تعلیم پر تمام توجہ صرف کرتی ہے۔ یا سلیقہ مند بنانے پر کوشاں نظر آتی ہے تو میری والدہ مجھ سے کہتی ہیں۔ "دیکھو دنیا کی مائیں اپنی بیٹیوں کو عمدہ سے عمدہ تعلیم دینا چاہتی ہیں۔ یہ کس لیے اسی لیے نا کہ ان کی بیٹیاں کسی کی محتاج نہ رہیں۔ اور دنیا میں خوش رہیں۔ لیکن میں تمھیں ایسی تعلیم دینا چاہتی ہوں۔ کہ تم دونوں جہاں میں خوش رہو۔ ماں کا پہلا فرض بچوں کو دین کی تعلیم دینا ہے۔"

تین سال تک کے بچوں کو وہ اس طرح کھیل ہی کھیل میں پڑھاتی ہیں جیسے ایک ماہر تعلیم یافتہ پروجکٹ کے ذریعہ بچوں کو تعلیم دیتا ہے۔ حیرت کی بات صرف یہ ہے کہ وہ چار پانچ سال کے بچوں کو ان کی عمر کے مطابق پیغمبروں کے قصے اور اخلاقی حکایات سناتی ہیں اور بچے بڑی دلچسپی اور ذوق و شوق سے ان کی باتیں سنتے ہیں۔ ہر آن ہر بچے کو پڑھانے کے لیے بے تاب نظر آتی ہیں۔

میرے پڑوس میں ایک لیڈی ڈاکٹر رہتی ہیں ان کے عقائد حسب زمانہ متزلزل سے تھے۔ اتفاق سے میرے گھر آئیں۔ ان کی بات چیت میری والدہ سے ہوئی۔ وہ اتنی متاثر ہوئیں کہ تیسرے چوتھے دن آنے لگیں اور مذہبی مباحثے چھیڑ دیتیں۔ دونوں کی دلچسپی دیکھ کر مجھے بڑا لطف آتا کہ چلو اس طرح مذہبی تذکرے تو ہوئے۔ آپ کو سن کر خوشی ہوگی۔ کہ لیڈی ڈاکٹر جو تبدیل مذہب کی آرزومند تھیں۔ چند مباحثوں کے بعد اپنے ارادہ سے باز رہیں۔ میری والدہ کا یہ کارنامہ قابل قدر ہے۔ لیڈی ڈاکٹر مجھ سے کہتی تھیں کہ آپ کی والدہ کا چہرہ بڑا نورانی ہے اور یہ نور ان کے دل کا ہے۔ میرے پڑوسیوں کی بھی ان کے بارے میں بڑی اچھی رائے ہے۔

جب کوئی دین اور شریعت پر اعتراض کرتا ہے یا اسلامی احکامات کی پابندی نہیں کرتا تو پھر ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو جاتا ہے مگر اس وقت بھی ان کی آواز بلند نہیں ہوتی۔ ہر وقت رسول اللہ کی تقلید کا خیال رہتا ہے۔

بچوں کو پیارے رسول کی باتیں بتلاتی رہتی ہیں۔ کہ ہمارے پیارے رسول بیٹھ کر تین گھونٹ میں پانی پیتے تھے۔ کپڑا پہنتے وقت، چپل پہنتے وقت، کسی چیز کو پکڑتے وقت داہنا ہاتھ استعمال کرتے تھے۔ ان کی وجہ سے گھر میں اللہ و رسول کی باتیں ہوتی ہیں۔ اور ایک اسلامی فضا میں اسلامی ذہن تیار ہوتا ہے۔

ان میں بشری کمزوریاں بھی ہوں گی لیکن یہ بھی میری والدہ کی زریں نصیحت ہے کہ کسی انسان کے عیبوں پر نگاہ مت رکھو۔ خوبیوں کو دیکھو وہ فرشتہ نہیں انسان ہیں لیکن ایک ایسی انسان جو اپنی لاغری اور کمزوری کے بعد بھی اپنی زندگی کا ہر لمحہ کارآمد اور دوسروں کے لیے مفید بنائے ہوئے ہیں۔ خدا مجھ کو بھی نیک، توفیق دے۔ آمین

بہترین چائے کا قابل اعتماد مرکز
عباس علاءالدین اینڈ کمپنی
نمبر ۴۴ حاجی بلڈنگ الیس وی ڈی روڈ تل بازار بمبئی ۳
اسپشل مکسچر
کپ برانڈ
اسپشل ممری
گولڈن ڈسٹ
فلاوری اوپی
ہوٹل مکسچر
TELE GRAM: CUP KETTILE
TALE PHONE, No 332220

جیسی کرنی ویسی بھرنی

★ —— میمونہ تزئین حسنی ——

بہت عرصے کی بات ہے کہ ایک دن میں بس پر سفر کر رہی تھی. میرے قریب ایک لڑکی اور بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ لیکن چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ غریب نہیں ہے اس کے چہرے پر غم کی پرچھائیاں تو تھیں، غریبی کے نشان نہ تھے، وہ لڑکی مجھ کو دیکھ رہی تھی. اس کو اپنی طرف دیکھتا ۔ پا کر میں نے اس سے نام پوچھا اور معلوم کیا کہ وہ کہاں سے آئی ہے اور کہاں جا رہی ہے تو اس نے ٹھنڈی سی سانس بھری اور بولی میرا نام شائستہ ہے. میرا کوئی گھر نہیں ہے. میں ایک گھر میں کھانا پکاتی ہوں. پھر میں نے اس کے حالات پوچھے، تو اس نے جواب دیا۔ بہن میرا قصّہ بتانے کا نہیں ہے لیکن میں آپ کو سناؤں گی، شاید آپ اس سے سبق لیں.

بہت دنوں کی بات ہے کہ میری ایک سہیلی تھی جس کا نام سلمٰی تھا. وہ میری جگری سہیلی تھی. وہ بہت اچھی تھی. میں بے حد خوش حال تھی.

میرے پاپا کی کپڑے کی مل تھی جس سے پاپا کو ماہانہ ہزاروں روپیہ مل جاتا تھا۔ اسی روپے کی وجہ سے میں مغرور ہو گئی تھی. میرا غرور اتنا بڑھ چکا تھا کہ میں غریبوں سے ملنے کو ہتک سمجھتی تھی. آخر ایک دن یہی غرور مجھ کو لے ڈوبا ۔ اس غرور کی بدولت میں آج تک دنیا کی سزا جھیل رہی ہوں.

ہوا یوں کہ ایک دن پاپا اتوار کی وجہ سے چھٹی پر تھے. آسمان سرمئی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ موسم بہت خوش گوار ہو رہا تھا۔ میں برآمدے میں بیٹھی اپنی کسی امیر سہیلی سے گپ شپ لڑا رہی تھی. کہ میرا چھوٹا بھائی فرید آیا۔ اور کہنے لگا، باجی کوئی لڑکی آئی ہے، دروازے میں کھڑی ہے آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ میں نے فرید سے کہا جاؤ اس سے کہہ دو کہ وہ اس وقت نہیں آسکتیں۔ تم خود آجاؤ۔ فرید چلا گیا. مگر تھوڑی دیر بعد پھر آیا۔ اور بولا باجی وہ نہیں آرہی ہے، کہتی ہے بہت ضروری کام ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے مل لو، آخر مجبوراً میں اٹھ کر گئی۔ وہ لڑکی دروازے میں برقعہ اوڑھے کھڑی تھی. میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو؟ لڑکی نے حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا شائستہ تم مجھے اتنی جلدی بھول گئیں. میں تمہاری سہیلی سلمٰی ہوں. وہی سلمٰی جس کو تم اپنی بہترین دوست کہتی تھیں۔ میں سلمٰی کو ایک نظر میں پہچان چکی تھی. مگر میرا غرور اس کی اجازت نہیں دے رہا تھا کہ میں ایسی غریب لڑکی کو اپنی دوست بتاؤں. اسی لیے میں نے اس سے کنارا کاٹ لیا۔ اور بولی میں کسی سلمٰی ولمٰی کو نہیں جانتی

سلمیٰ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگی کہ شائستہ مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی، اچھا تم نے مجھے نہیں پہچانا تو نہ پہچانو مجھ پر وقت پڑا ہے اس لیے تم نہیں پہچان رہی ہو مجھے ۔ بہرحال اتنی گزارش ہے تم سے کہ اگر تم کچھ روپے قرض حسنہ کے طور پر مجھے دیدو تو تمہارا بڑا احسان ہوگا۔ میری امی بہت بیمار ہیں، پیسہ ہے نہیں کہ علاج کرا سکوں۔
سلمیٰ نے یہ کہہ کر میری طرف امید بھری نظروں سے دیکھا، مگر میرا دل اب بھی نہیں پسیجا اور میں نے جواب دیا میرے پاس خزانہ نہیں ہے کہ سب کو بانٹتی پھروں

میرا دل دولت کی وجہ سے
سخت ہو چکا تھا۔

میں اس سے منہ پھیر کر واپس گھر آگئی۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کب واپس گئی، اور یہیں سے میری سزا کا آغاز ہوا۔

چند دن کے بعد میں گھر میں تھی، پاپا دفتر سے واپس آچکے تھے کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا، صاحب جلد چلئے کارخانے میں آگ لگ گئی ہے۔ پاپا گھبرا کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر ایک آدمی آیا اور جو خبر سنائی اس نے ہم لوگوں کے ہوش چھین لیے۔ اس نے بتایا کہ پاپا بھی اس آگ میں جل کر ختم ہو گئے۔ پاپا جاتے ہی گھبراہٹ میں جلتے کارخانے میں گھس گئے، کچھ ضروری چیزیں نکالنے کے لیے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آگ نے انھیں بھی جلا دیا۔ وہ آگ میں اتنی بری طرح

جلے تھے کہ ایک گھنٹے کے اندر ختم ہو گئے، امی ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئیں اور جب ہوش میں آئیں تو وہ اپنا دماغی توازن کھو چکی تھیں۔ میرا برا حال تھا۔ ایک دن کے اندر یہ کیا ہو گیا تھا۔ مکان دار نے ہمیں کوٹھی سے نکال دیا۔ اب میری ممی بیمار ہیں اور میں نوکریاں کر کے اپنا، خریدہ کا اور امی کا پیٹ بھرتی ہوں،

میری سزا ختم نہیں ہوگی،
کبھی میں نے سلمیٰ کو دھتکارا تھا،
آج میری سہیلیاں مجھے نہیں پہچانتیں

کاش سلمیٰ کہیں مل جاتی تو میں اس سے معافی مانگ لیتی۔ شاید اس سے آخرت ہی کی سزا کم ہو جائے۔

شائستہ اپنی کہانی سنا کر خاموش ہو گئی، اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔ اور پھر یہ ایک اتفاق ہی تھا کہ وہیں بس پر سلمیٰ بھی موجود تھی۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ وہ اٹھی اور شائستہ کے پاس آکر کہا۔

"ارے تم کس حال میں ہو، شائستہ مجھے پہچانا، میں تمہاری سہیلی سلمیٰ ہوں۔" آؤ تم میرے ساتھ چلو۔"

شائستہ حیرت میں رہ گئی اور پھر متحیرانہ انداز میں بولی — "تم — تم سلمیٰ ہو۔"

"ہاں — میں سلمیٰ ہوں۔ میں تمہیں عرصے سے ڈھونڈھ رہی تھی مگر تم نہ ملیں۔ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ تم یہاں مجھے مل گئیں۔ میں تمہیں

ساتھ لے جاؤں گی" سلمیٰ نے کہا۔

"مگر سلمیٰ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ جس کے ساتھ میں نے اتنا برا سلوک کیا اسی کے گھر جاؤں، کس منہ سے جاؤں، ہاں تم مجھے معاف کر دو" شائستہ نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔ تو سلمیٰ نے کہا۔

"شائستہ میں تمہیں بالکل معاف کر چکی ہوں، ہاں یہ چاہتی ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو، تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اللہ نے میرے بُرے دن بدل دیئے ہیں" بس رک چکی تھی، سلمیٰ نے شائستہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا اور زبردستی اتار لے گئی۔ اور ہم دور تک ان کو جاتے دیکھتے رہے۔

نعتیہ غزل

ماسٹر محمد حسن خاں عرشی
صدر مدرس ثانویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

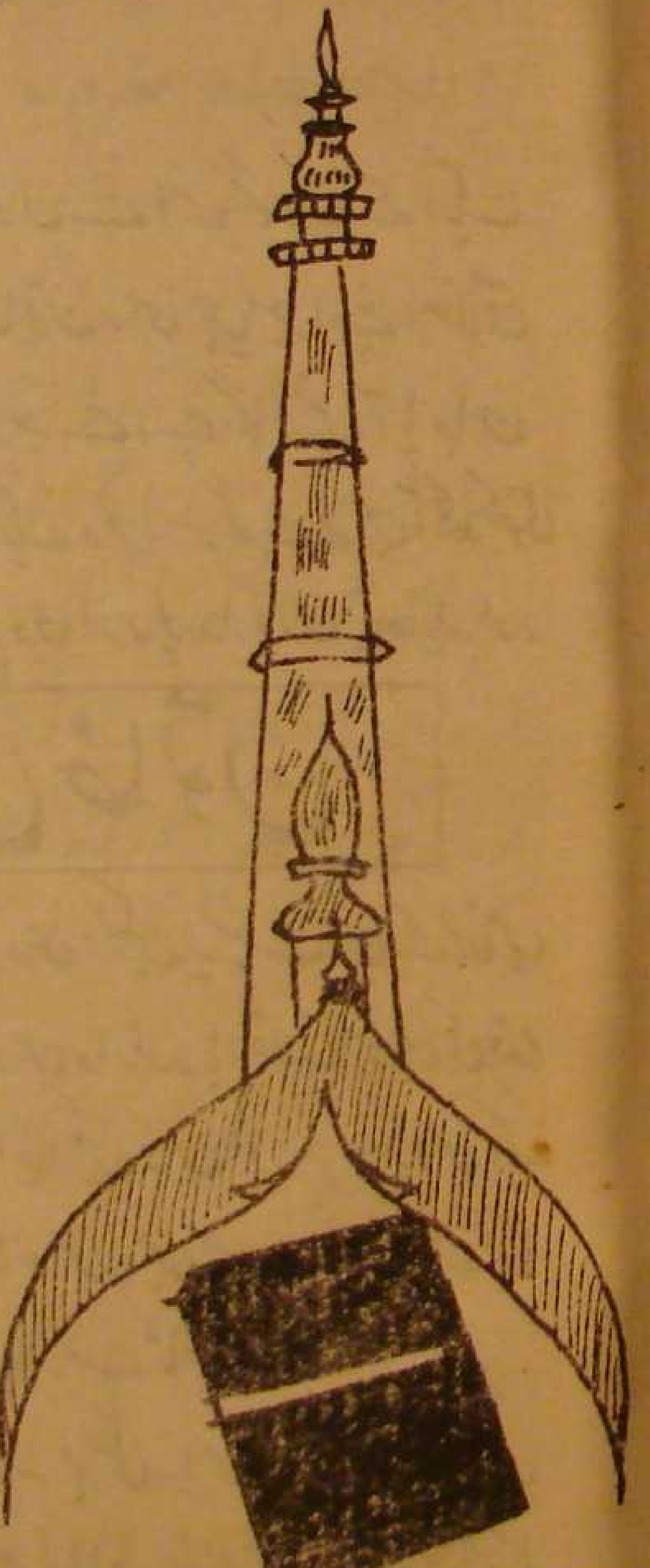

جو عشقِ نبی سے ہو معمور سینہ
تو آ جائے جینے کا عرشی قرینہ

وہی تو ہے دراصل جانِ بہاراں
تھا ہر عطر سے جس کا بہتر پسینہ

ادھر بھی کوئی موجِ دریائے رحمت
پھنسا ہے تلاطم میں دل کا سفینہ

برس جائے امت پہ پھر ابرِ رحمت
تہی میکدے کے ہیں سب جام و مینہ

تمنائے دیدار کیونکر ہو پوری
نظارے کو درکار ہے چشمِ بینا

لگی کرنے بادِ صبا عطر بیزی
جب اٹھی نظر سوئے بابِ مدینہ

دمِ نزع ہو لا الٰہ لب پہ جاری
نظر میں ہو نورِ نگارِ مدینہ

جو نورِ مجسم سے نسبت ہو عرشی
ترے دل کا روشن رہے آبگینہ

سب کی آپا جان

عبدالمنان برنی

شہر سے دور ایک آباد گاؤں ہے اس گاؤں کے ایک کھاتے پیتے گھرانے میں ایک ایسی خاتون رہتی ہیں، جو اپنے اخلاق خدمت خلق، شرافت، رحمدلی کی وجہ سے اپنے گاؤں میں آپا جان کے نام سے مشہور ہیں انھوں نے ایک دین دار گھرانے میں آنکھ کھولی ان کے والد نے اپنی بیٹی کو دینی تعلیم دی اور پورا کورس پڑھایا۔ اور

ایک مثالی خاتون

تعلیم کے بعد کم عمری ہی میں شادی کر دی، لیکن یہ نسبت ان کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوئی اور شوہر نے دین دار اور با اخلاق بیوی کی قدر نہ کی اور اپنی جہالت و نادانی سے ایذائیں دیں اور مزید برآں ایک دن طلاق دے دی۔ جو شریف خاندانوں میں معیوب ترین فعل سمجھا جاتا ہے لیکن یہ فعل آپا جان کے لیے رحمت ثابت ہوا۔

مدتوں تک آپا جان کی شادی نہ ہو سکی۔ اس مدت میں انھوں نے تندہی سے دین کی دعوت کا کام کیا اور خدمت خلق کو زندگی کا

مشغلہ بنا لیا۔ جس کی وجہ سے وہ کم عمر ہوتے ہوئے بھی بڑی بوڑھیوں اور جوان عورتوں میں آپا جان کے نام سے مشہور ہو گئیں۔

ایک عرصہ کے بعد اللہ کے ایک بندے نے آپا جان کو شادی کا پیغام دیا۔ جوان کے والد نے ان کو رضامند کر کے قبول کر لیا۔ آپا جان کا دوسرا عقد ہوا

وہ سسرال رخصت ہو گئیں۔ گاؤں کی لڑکیوں نے، بڑی بوڑھیوں نے، اپنوں نے، بیگانوں نے غرض کہ سبھی نے روتے ہوئے ان کو رخصت کیا۔ خدا کی شان جس گاؤں میں وہ رخصت ہو کر گئیں — وہ مسلمانوں کا گاؤں تھا۔ مگر اس گاؤں میں کوئی مسجد نہ تھی۔ آپا جان نے اپنے شوہر سے اس کمی کا ذکر کیا، شوہر نے مسلمانوں کی بے حسی کا عذر کیا آپا جان نے اپنے شوہر کے مشورہ سے ایک اسکیم بنائی اور خود کمر ہمت کس لی اور ہر گھر میں پہونچ کر عورتوں کو غیرت دلائی اور ہر گھر میں ایک پیپا رکھوا یا اور کہا پی کھانے کے بعد جو ہڈی رہ جائے وہ اس پیپے میں ڈال دیا کرو۔ اس سے زیادہ میں آپ سے اور کوئی مطالبہ نہیں کرتی۔ آپا جان کی اس کوشش کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہر گھر کی جمع کی ہوئی ہڈیاں بکنے لگیں۔ اور ایک مدت کے بعد اتنے پیسے آ گئے کہ مسجد کی بنیاد رکھدی گئی۔ اور پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ انھیں ہڈیوں کے پیسوں سے مسجد کی تکمیل ہو گئی اور آپا جان کی توجہ، محنت، اور عمل پیہم سے اس گاؤں میں ایسا کام ہوا جس کو کھاتے پیتے گھرانے بھی نہ

کر سکے تھے۔ پھر آپا جان سارے گاؤں کی آنکھوں کا تارا بن گئیں ــــ اور غریب و امیر ان کے شیدائی بن گئے۔ اس گاؤں میں جس کے یہاں بھی شادی ہوتی تو آپا جان یاد کی جاتیں، ان کے مشورہ سے ہی ہر کام ہوتا، وہ کبھی کسی کے کام سے انکار نہ کرتیں اور ہر کس و ناکس کے کام آتیں۔ کسی کے گھر کوئی غمی ہوتی تو آپا جان غم زدہ خاندان کے لیے سکون کا باعث بنتیں۔ اور ان کی باتیں اور ہمدردی غم کا مداوا بن گئیں۔

آپا جان کی ایک اکیلی ذات سے پورا گاؤں عزم و ہمت کا گہوارہ بن گیا۔ اور افسردہ دلوں کو بھی نئی زندگی ملی اور وہ دور دور تک ایک مثالی خاتون سمجھی جانے لگیں۔

لکھنؤ کا مشہور و معروف، خوشبودار، خوشذائقہ، مفید صحت زردہ

رائل زردہ	اکسٹرا اسپیشل رائل زردہ	اسپیشل زردہ
نمبر ۱۰۷ اور نمبر ۵۰۱		

ہمیشہ استعمال کیجئے

بنانے والے:

رائل زردہ فیکٹری، سعادت گنج لکھنؤ

بدل ڈالو

از

ابو سراج لکھنوی

صنم نواز طریق سخن بدل ڈالو
خدا کے بندو یہ دیوانہ پن بدل ڈالو

اگر بہار سے ہر غنچۂ چمن نہ کھلے
تو اس بہار کا نظم چمن بدل ڈالو

کسی شہید کے ماتم میں سینہ کوبی کیوں
خلاف شرع یہ رسم کہن بدل ڈالو

شکست خوردگی ذہن جس سے ظاہر ہو
رخ حیات کی وہ ہر شکن بدل ڈالو

رہے نہ جس سے تمہارا وقار خودداری
ریا کے رنگ کا وہ پیرہن بدل ڈالو

زمانہ کوئی ہو باطل شکن کرو ہر بات
خلاف حق جو ہو وہ فکر و فن بدل ڈالو

حیات گم نہ کرو بے خودی کی راہوں میں
خودی کے نور سے دور محن بدل ڈالو

نشاطِ عشق زمانہ میں جس سے رسوا ہو
ہوس پرست یہ طرز سخن بدل ڈالو

عزت و برتری کا نسخہ

٭ قاضی اطہر مبارکپوری

آدمی اپنی عزت اور نام آوری کے لیے کیا سے کیا نہیں کرتا۔ اور اس کے لئے کیا کیا قیمت ادا نہیں کرتا، بلکہ بعض اوقات تو عزت و آبرو کے پھیر میں پڑ کر بری طرح ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

آج ہم عزت و مقبولیت کا ایک ایسا نسخہ بتانا چاہتے ہیں جو عزت و برتری کا سب سے اوّل اور سب سے آخر نسخہ ہے۔ اگر آدمی اس پر عمل کرے تو عزت، محبوبیت، مقبولیت اور نیک نامی کی سند ہر مجلس اور ہر شخص سے مل سکتی ہے، اور کوئی آدمی اس سے نفرت، دشمنی اور بے رغبتی نہیں کر سکتا۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ

"جو آدمی سب سے زیادہ عزت والا بننا چاہتا ہے وہ اللہ سے ڈرے، اور جو چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ قوی ہو وہ اللہ پر بھروسہ کرے، اور جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے بے نیاز ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ اپنے پاس کی چیز سے زیادہ اللہ کے پاس کی چیز پر اعتماد کرے۔

تین نیک خواہشوں کے لیے تین باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے ارباب عقل و ہوش اور اہل ہمّت و عزیمت کام لے کر اپنے کو سب سے زیادہ عزت مند، سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ دوسرے سے بے نیاز اور بے پروا بن سکتے ہیں اور رہتے بھی ہیں، اور ان تینوں باتوں کے حاصل ہونے کے بعد انسانوں کو برتری اور نیک نامی اپنی انتہا کو مل سکتی ہے۔ عزت، طاقت اور خلق سے بے نیازی ایسی نعمتیں ہیں جن کے پا جانے کے بعد آدمی آدمی بن جاتا ہے۔ اور انسانی کمال اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے۔

بس اگر تمہیں بھی عزت کی تلاش، طاقت کی ضرورت ہے اور دوسروں سے بے نیاز ہو کر زندگی بسر کرنے کی تمنا ہے تو ان باتوں پر عمل درآمد شروع کر دو، اللہ کا خوف، اس پر توکل اور اللہ کی قدرت و طاقت پر پورا پورا اعتماد یہی چیزیں انسان کو حقیقی معنی میں انسان بناتی ہیں۔

معیاری کتابیں

ارکان اربعہ	۸/	سیرت مولانا عبدالحیؒ	۱۲/
اسلامیت و مغربیت میں کشمکش	۶/	تذکرہ مولانا فضل الرحمٰنؒ	۳/
عروج و زوال	۶/	ہندوستانی مسلمان	۳/۵۰

ملنے کا پتہ: مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

ٹوجو

جہاں مسلمان ۵۵ فیصد بستے ہیں

حفظ الرحمان اعظمی ندوی

جمہوریہ ٹوجو مغربی افریقہ میں بحر اٹلانٹک کے ساحل پر واقع ہے، مشرق میں داہومی، مغرب میں گھانا، شمال میں بالائی وولٹہ اور جنوب میں خلیج غینیا ہے۔ ٹوجو اپنے بہترین جائے وقوع کی وجہ سے بہت سرگرم تجارتی جگہ ہے۔ ٹوجو جہاں تجارتی حیثیت سے اہم مقام رکھتا ہے، وہیں موسم کے معتدل ہونے کی وجہ سے سیاحوں کا مرکز توجہ بنا ہوا ہے۔

اس کا رقبہ ۵۵ ہزار کیلومیٹر ہے اور آبادی ۲۷ لاکھ، اس کے مشہور شہروں میں سے لومی شہر ہے جو ملک کا دارالسلطنت ہے اور سمندر کے کنارے آباد ہے، دوسرا شہر بالمیہ ہے اور یہ شہر تجارتی سرگرمیوں اور تعمیری ترقی میں دوسرے دارالسلطنت کا مقام رکھتا ہے۔ اس کے بعد سکوڈی کا نمبر آتا ہے جہاں پر مسلمان بکثرت آباد ہیں۔ ٹوجو کے باشندے ۲۷ زبانوں سے زیادہ زبانیں استعمال کرتے ہیں مگر ان میں سے چھ زبانیں یعنی کابری، توبا، تبساری، کتوکولی، اور ہوسا بکثرت استعمال ہوتی ہیں۔ علاوہ ان کے فرانسیسی زبان بھی ہے جو ملک کی سرکاری زبان ہے

اور اسے سرکاری دفاتر وغیرہ میں استعمال کرنے کی وجہ سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

ٹوجو میں مسلمانوں کی اجمالی تعداد ۱۴ لاکھ ۵۰ ہزار ہے یعنی اس ملک میں مسلمان ۵۵ فی صد بستے ہیں۔ ٹوجو کے شمال میں مسلمان زیادہ آباد ہیں۔ خاص طور سے سکوڈی شہر میں۔ ٹوجو کے مسلمانوں میں سے بعض دوسرے پڑوسی ممالک کے ترک وطن کرکے آباد ہو گئے ہیں۔ اور بعض یہیں کے اصل باشندے ہیں۔ یہاں کے مسلمان دین دار ہوتے ہیں۔ اور امام مالکؒ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے یہاں سے ہر سال حاجی حج کرنے حجاز مقدس جاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً ۱۳۹۲ھ میں حاجیوں کی تعداد ۱۶۱ تھی جبکہ ۱۳۹۱ھ میں ۱۴۱ تھی یعنی ۱۵ فی صد اضافہ ہوا۔

یہ افسوس کا مقام ہے کہ ٹوجو کے مسلمانوں کا تعلیمی معیار بہت پست ہے اور ان کی دینی تہذیب و ثقافت، اسلامی قوانین و احکام اور اسلامی تہذیب و تمدن سے میل نہیں کھاتی، اس کا خاص سبب یہ ہے کہ سامراجیوں نے یہاں کے مسلمانوں کو دوسری جگہ کے مسلمانوں سے یکسر الگ تھلگ رکھا جس کی وجہ سے انھیں اسلام سے صحیح طور پر واقف ہونے کا موقع نہیں مل سکا۔ اور دین میں ایسے رسوم و بدعات داخل کر دیئے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

مسیحی مشنریاں شروع ہی سے مسلمانوں میں سرگرم عمل ہیں اور

ہر ممکن طریقے سے مسلمانوں کو ورغلا کر عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ سامراجیوں اور مسیحی سرگرمیوں کے نتیجہ میں مسلمانوں میں جہالت عام ہے جس کی وجہ سے ان کی زندگی سب سے جداگانہ ہے۔ ٹوجو کے مسلمان ممبران کی تعداد برائے نام ہوتی ہے جبکہ مسلمانوں کو تہائی ممبران پارلیمنٹ کے انتخاب کرنے کا حق حاصل ہے۔

پہلی عالمی جنگ سے پہلے ٹوجو لینڈ نوآبادی کے نام سے موسوم تھا۔ اور اس وقت جرمن کے زیر اقتدار تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے اختتام کے بعد ٹوجو جرمن کی غلامی سے آزاد ہو کر فرانس اور انگلینڈ کے قبضہ میں آگیا۔ ان دونوں نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ انگریزوں کے قبضہ میں رہا اور دوسرا بڑا علاقہ فرانس کے قبضے میں، انگریزوں کے مقبوضہ علاقہ کا رقبہ ۱۳ ہزار ۴۱ مربع میل ہے اور آبادی تقریباً نصف ملین، اور فرانس کا مقبوضہ علاقہ اس وقت ٹوجو جمہوریہ کہلاتا ہے۔ ٹوجو کے عوام نے فرانسیسیوں سے ۳۱ سال سے زیادہ مدت تک سخت ٹکر لی ہے۔ جس کا انھیں صلہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء کو ملک کی آزادی کی صورت میں ملا۔

کیا آپ مسلمان ہیں

عجیب و غریب کتاب آپ پڑھیں اور متاثر نہ ہوں یہ ناممکن ہے

حصہ اول و دوم مجلد۔ قیمت صرف ۶/۵۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

آؤ دنیا کی سیر کریں

از مراکش تا بخاک کاشغر

محمد حمزہ حسنی

احادیث کے حفظ کا مقابلہ

حکومت مراکش نے اعلان کیا ہے کہ وہ حدیث شریف کے حفظ کرنے کا مقابلہ کرا رہی ہے اور شرط یہ ہے کہ کم سے کم پانچ سو احادیث مع سند کے یاد ہونی چاہئیں مقابلہ میں کامیاب ہونے والوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے جائیں گے۔

مراکش میں ہپیوں کا داخلہ ممنوع

حکومت مراکش نے اپنے ملک میں ہپیوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے تاکہ مراکش کے باشندے مغربی تہذیب کے برے اثرات سے محفوظ رہ سکیں اور ان کی اسلامی و عربی حیثیت باقی رہ سکے۔

مقابلہ حفظ و قرأت

انڈونیشیا سے آئی ہوئی ایک خبر سے پتہ چلا ہے کہ وہاں ہونے والے مقابلے حفظ و تجوید میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور انعامات حاصل کئے

بحرین کا ایک مستحسن اقدام

بحرین نے اعلان کیا ہے کہ اس نے اپنے دستور کی بنیاد اسلام پر رکھی ہے اور اس کی مملکت کا نام بھی مملکت اسلامیہ عربیہ بحرین ہوگا اور وہ وحدت عربیہ اور عربوں کو اقتصادی اعتبار سے یکجا کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل استعمال کرے گا۔

مسجد قرطبہ کی واپسی

اسپین میں ۸۹۵ھ میں مسلمان حکومت کا خاتمہ ہوا اور مسجد قرطبہ بند کر دی گئی تھی اب خبر آئی ہے کہ یہ مسجد جو تمام دنیا کی مسجدوں میں بڑی اور خوبصورت ہے مسلمانوں کے لیے کھول دی گئی ہے۔ اور پانچ سو برس بعد مسلمان کھل کر نماز پڑھنے لگے ہیں۔

نائجیریا میں قادیانیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف اور قادیانیت سے توبہ

نائجیریا کی احمدی جماعت کے رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس پر ایمان کامل رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور وہ بانی قادیانیت مرزا غلام احمد کی نبوت کو نہیں مانتے انھوں نے پاکستانی جماعت قادیانیت سے اپنے رشتے منقطع کر لیے ہیں۔ اور آج سے وہ قادیانیت سے انتساب رکھنے والے ناموں سے موسوم ہونا ختم کرتے ہیں۔ اس واقعہ سے افریقہ میں قادیانیت کی قسمت پر مہر لگ گئی۔

نائجیریا میں جذبہ خدمت خلق

نائجیریا کی ہلال احمر نے اپنی سرگرمیاں ملک کے دوسرے حصوں میں شروع کر دی ہیں۔ اور وہاں کے باشندوں کی خدمت شروع کر دی ہے۔ صدر جمہوریہ نائجیریا نے اعلان کیا ہے کہ ان کے ملک نے اسرائیل سے اپنے تمام تعلقات ختم کر دیے ہیں۔ افریقی اتحاد اور اپنے عرب بھائیوں کی بناء پر

کوریا کے ہزاروں باشندوں کا قبول اسلام

کوریا کے ۳ ہزار باشندوں نے جنوبی کوریا میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس کا سبب وہ ترک بنے جو کوریا میں ہیں۔ صدر جمہوریہ کوریا نے ان کو مسجد بنانے کے لیے ایک قطعہ آراضی دی ہے۔

جاوا میں غلط مطبوعہ قرآن مجید کی ممانعت

جاوا میں مسلمان جماعتوں نے مطالبہ کیا ہے کہ سنگاپور کے چھپے ہوئے قرآن مجید پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ اس کی طباعت میں بے شمار غلطیاں ہیں۔

یوگنڈا کے ہزاروں باشندوں کا قبول اسلام

یوگنڈا سے آئی ہوئی ایک خبر سے پتہ چلا ہے کہ یوگنڈا کے ۴ ہزار باشندوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

گبن کا صدر مسلمان ہوگیا

افریقہ کے ایک چھوٹے ملک گبن کے صدر نے اسلام قبول کر لیا جو اس سے پہلے عیسائی تھا۔ شاہ فیصل اور دوسرے اسلامی ملکوں کے سربراہوں نے مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام پر قائم رکھے اور دوسروں کے لیے اسلام کا ذریعہ بنائے۔

مسلسل (۱)

تہذیب و معاشرت

...... ہارون رشید صدیقی

انسانی ضروریات میں تین چیزیں اہم ہیں۔ غذا، لباس، اور مکان۔ تینوں چیزوں کا بیان کچھ تفصیل سے پیش کیا جاتا ہے۔

غذا: غذا بہت ہی احتیاط سے حاصل کی گئی ہو، حلال و طیب غذا، حلال کمائی سے حاصل کی گئی ہو، سڑی، گلی اور بدبودار غذا کوئی نہیں کھاتا، اس لیے کہ وہ کھانے میں بدمزہ بھی اور اس سے صحت بگڑنے کا یقین بھی، اسی طرح حرام گوشت کوئی نہیں کھاتا۔ ناپاک پانی کوئی نہیں پیتا۔ اس لیے کہ طبیعت کو گوارا نہیں کہ حرام کھائے اور ناپاک پیئے، یہ تو اچھی بات ہے، لیکن کم لوگ اس کی احتیاط کرتے ہیں کہ حلال غذا حلال طریقہ سے حاصل ہو، رشوت کی رقم، دھوکہ کی تجارت کی رقم، سود کی رقم، بلا کام کئے مزدوری کی رقم، جس کام پر ملازم رکھا گیا ہو اس کو قاعدے سے کئے بغیر حاصل کی ہوئی تنخواہ کی رقم، ناجائز پیشہ سے کمائی ہوئی رقم، غرض کہ ناجائز ذریعہ سے حاصل کی ہوئی غذا کو اسی طرح حرام سمجھنا چاہیے جس طرح مردار گوشت کو، جس طرح مردار و حرام گوشت حرام بھی ہے اور ناپاک بھی، ناجائز طور پر حاصل کی گئی رقم کی غذا ناپاک تو نہیں ہے مگر حرام اسی طرح ہے۔ اگر لوگ اس کی احتیاط شروع کر دیں تو اس میں تو شک ہی نہیں کہ وہ اللہ کی رضا حاصل کر لیں گے۔ اور آخرت سنور جائے گی ساتھ ہی ان کی

دنیا بھی درست ہو جائے گی اور دوسرے لوگ بھی امن و سکون اور اطمینان محسوس کریں گے، ہر شخص چاہتا ہے کہ دنیا سے رشوت خوری دور ہو، ناجائز کام بند ہوں، لیکن جب ان کو مفت کی رقم اس طور پر مل جاتی ہے تو رقم لیتے وقت تو چاہے کچھ کراہت محسوس کریں اس کو کام میں لاتے وقت تو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اور اس سے حاصل کی ہوئی غذا، گوشت، گھی اور مٹھائی مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ مثل غلیظ کے ہے، آگ ہے، غور کیجئے اگر غذا اس احتیاط سے حاصل کی جائے کہ وہ حلال و طیب ہو تو معاشرہ کس قدر صاف ستھرا ہو جائے۔

میں نے جس ذی علم یا ذی فہم غیر مسلم سے سوال کیا کہ رشوت، چوری، ڈکیتی، گرہ کٹی وغیرہ کی رقم اور غصب کی جائداد نیز یتیم کا مال کھانے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو اس نے یہی جواب دیا کہ یہ سارے کام پاپ ہیں۔ اور اس طرح حاصل کی گئی رقم کا کام میں لانا بھی پاپ ہے اور اس نے چند مثالیں بھی پیش کیں کہ اس طرح کی رقم سے فلاں شخص خوب بڑھا۔ اس کے بعد اس کی نام و نسل ختم ہو جاتا) ہو گئی یا لڑکا اندھا ہو گیا یا وہ خود آخر میں عبرتناک معذوریوں اور مجبوریوں میں مبتلا ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کا بھی جی چاہتا ہے کہ اس طرح کی برائیاں دور ہوں اور بہت سے غیر مسلم ایسی رقموں سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کا پرخلوص نمونہ ان کے سامنے ہو تو اکثر ان برائیوں سے پرہیز کرنے لگیں اور ایک فائدہ یہ بھی ہو کہ مسلمانوں کی عزت غیر مسلموں کے دل پر بیٹھ جائے۔ پھر تو معاشرہ کیسا پرسکون ہو جائے۔ بس ہر مسلمان عورت و مرد پر لازم ہے کہ وہ ہر ناجائز آمدنی و دیانت کو آگ سے زیادہ خطرناک اور غلیظ سے زیادہ بدتر جانتے ہوئے اس سے سخت پرہیز کرے۔

سوال و جواب

آپ پوچھیں ہم جواب دیں

مولانا خطیب احمد صاحب ندوی

حافظ محمد صالح ۔ رضنہ گاؤں، ضلع بارہ بنکی

س: عورت اگر قربانی کا جانور ذبح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟

ج: اگر ذبح کرنا جانتی ہو تو کر سکتی ہے۔ ہاں ذبح کرنے کے لیے اس کو نامحرم کے سامنے آنا ہوگا اور نامحرم کے سامنے آنا صحیح نہیں لہٰذا وہ کسی مرد سے ذبح کرا لے خود نہ کرے

س: تین بھائی ایک گھر میں ایک ساتھ رہتے ہیں۔ تینوں محنت، مزدوری اور ملازمت کرکے گھر کا خرچ اس طرح چلاتے ہیں کہ اپنا اور اپنی بیوی کا جیب خرچ نکال کر بڑے بھائی کو اپنی آمدنی دے دیتے ہیں۔ وہ گھر کا سارا نظام چلاتا ہے۔ نقد رقم گھر میں کسی کے پاس نہیں، البتہ شادی کے وقت تینوں عورتوں کے لیے میکے اور سسرال سے ملا کر سب کو الگ الگ نصاب بھر کا زیور مل گیا تھا جو ان کے پاس موجود ہے۔ ایسی صورت میں زکوٰۃ، فطرہ اور قربانی کس پر ہے، تینوں بھائیوں پر یا تینوں عورتوں پر یا صرف گھر کے بڑے پر جو پورے گھر کا نظام چلاتا ہے اور جس کا

حکم سب پر چلتا ہے اور اگر گھر کا بڑا صرف اپنی طرف سے قربانی کردے تو بقیہ لوگ گنہگار تو نہ ہوں گے۔ یہ واضح رہے کہ عورتوں کی ملکیت زیور پر اس طرح کی ہے کہ کسی کو دینا چاہیں تو دے نہیں سکتیں۔ بیچنا چاہیں تو بیچ نہیں سکتیں۔ ان کے شوہر بلکہ گھر کا بڑا ایسی صورت میں دخیل ہوگا۔ ہاں ان عورتوں سے گھر کا کوئی زیور لینا چاہے تو ان کی رضامندی کے بغیر لے بھی نہیں سکتا۔

ج: جو زیورات عورتوں کو ان کے میکے سے ملتے ہیں یا جو جہیز کا سامان ان کو ملتا ہے وہ ان کی ملکیت ہے۔ اور جو سسرال سے ملتا ہے وہ عام طور پر دو طرح کا ہوتا ہے یا تو عورت کو مالک بنا دیا جاتا ہے یا عاریتہً استعمال کے لیے دیا جاتا ہے۔ ملک شوہر ہی کی ہوتی ہے۔ پہلی صورت میں چونکہ عورت کو مالک بنا دیا جاتا ہے تو اگر میکہ کے زیور کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہے تو زکوٰۃ، فطرہ، قربانی واجب ہو جائے گی۔ دوسری صورت میں واجب نہ ہوگی۔ ہاں اگر میکہ ہی کا زیور اتنا ہو کہ نصاب پورا ہو جائے تو قربانی واجب ہوگی مگر تینوں بھائیوں میں سے کسی پر واجب نہیں۔

س: کوئی غیر مستطیع کئی سو روپیہ قرض لے کر تعمیر مسجد یا مدرسہ میں دے دے اب لوگ منتظمین مدرسہ یا مسجد کو زکوٰۃ کی رقم، فطرہ کی رقم یا قربانی کی کھال کی قیمت پیش کریں ایسی صورت میں منتظمین مدرسہ اس غیر مستطیع مقروض کا قرض اس رقم سے ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: منتظمین مدرسہ یا مسجد کو مصرف زکوٰۃ و فطرہ پر صرف کرنے کے لیے